امام حسن عسکریؑ

منارۂ ہدایت ورہبری

جناب مولانا عبدالعلی صاحب

ہمارے گیارہویں امام حضرت حسن عسکریؑ ۸ یا ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۲۳ سال اپنے والد بزرگوار امام علی نقی　 ـ کے ساتھ گذارے۔ والد کی شہادت کے بعد چھ سال تک خداوندعالم کی طرف سے رہبریٔ امت کی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے۔ آپ کی امامت کے چند مہینے معتز کی غاصبانہ خلافت میں گذرے۔ معتز کے بعد مہتدی عباسی اور مہتدی کی ہلاکت کے بعد پانچ سال تک معتمد کی حکومت رہی۔ اسی نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ کے جسم اطہر کو سامرہ میں آپ کے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک صرف ۲۹ سال تھی اور بعض لوگوں نے ۲۸ سال ہی بتائی ہے۔

ہادی، زکی، خالص، تقی اور عسکری آپ کے القاب تھے۔ اور ابومحمد یا ابن الرضا کنیت تھی۔ آپ کے صرف ایک ہی بیٹے امام منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں جو عالم بشریت کے نجات دہندہ ہیں۔

مرحوم کلینی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ احمد بن عبیداللہ خاقان باوجودیکہ اہلبیتؑ کا دشمن تھا اور امام حسن عسکریؑ سے کھلم کھلا عداوت کا مظاہرہ کرتا تھا۔ پھر بھی ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سامرہ میں علویین کے درمیان حسن بن علی بن محمد بن الرضا جیسا نہ میں نے کسی کو دیکھا اور نہ میں کسی ایسے کو پہچانتا ہوں جو ان جیسا ہو۔ روشِ زندگی، عفت، اطمینان، نجابت، بزرگی اور سخاوت میں صرف آپ کے خاندان ہی میں نہیں بلکہ خود بادشاہ کے خاندان اور تمام بنی ہاشم میں آپ جیسا کوئی نہیں۔ سارے لوگ آپ کو بزرگوں اور اہم شخصیتوں پر مقدم کرتے تھے۔ وزیروں، رہبروں اور کاتبوں کے نزدیک بھی آپ کی ایسی ہی منزلت تھی۔ میں نے بنی ہاشم، کاتبین، قاضی، فقہاء اور تمام لوگوں سے آپ کے بارے میں سوال کیا تو پتہ چلا کہ ہر ایک کے نزدیک آپ کی عظیم منزلت، مقام وعظمت ثابت ہے۔ تمام افراد آپ کو اپنے اہل خانہ اور اساتذہ پر مقدم رکھتے اور ان سے برتر سمجھتے ہیں۔ ہم نے کوئی دوست یا دشمن ایسا نہیں پایا جو اُن کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھتا ہو، ان پر درود نہ بھیجتا ہو۔

احمد کا بیان ہی: ''میرے باپ عبیداللہ بن خاقان کہا کرتے تھے کہ اگر بنی عباس کے ہاتھوں سے خلافت نکل جائے تو بنی ہاشم میں سے سوائے حسن عسکریؑ کے کوئی بھی اس

کا حق دار نہیں ہے اور یہ استحقاق ان کی فضیلت، پاکدامنی، دیانت، پارسائی، زہد، عبادت، نیک اخلاق اور بلند ایمان کی بنا پر ہے۔''

امام حسن عسکریؑ نے اپنی زندگی کا زیادہ وقت بنی عباس کے قیدخانوں میں گذارا۔ لہٰذا آپ سے مروی بہت سی روایتیں ''توقیع'' کی صورت میں ہیں یا آپ کی تحریر کی شکل میں ہیں۔ مناقب ابن شہر آشوب میں لکھا ہے کہ مہتدی اگرچہ ظاہری اعتبار سے عدالت وانصاف قائم کرنا چاہتا تھا اور اس نے زاہدوں اور عابدوں کا بھیس بنا لیا تھا، اس کے باوجود امام کے بارے میں اس کی نیت بری تھی۔ یہاں تک کہ اس نے امام کو قیدخانہ میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ ان پر ذرہ برابر بھی رحم نہ کیا جائے۔ ان کو زیادہ سے زیادہ اذیت پہنچائی جائے۔ کچھ دنوں کے بعد امام نے قیدخانہ میں اپنے ایک قیدی ساتھی سے کہا کہ آج کی رات خدا اس کا (مہتدی کا) رشتۂ حیات منقطع کردے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو ترکوں نے اس پر حملہ کرکے اس کو ختم کردیا۔ اس کے بعد معتمد عباسی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔

مہتدی سے پہلے معتز اپنے زمانۂ خلافت میں امام کو کوئی گزند نہ پہنچا سکا۔ اس لئے کہ اس کی خلافت کا زمانہ بڑا مختصر تھا۔ اگرچہ روایت میں یہ ذکر آیا ہے کہ اس نے سعید حاجب کو حکم دیا کہ وہ امامؑ کو بیابان میں لے جا کر قتل کردے۔۔ شیعہ اس بات سے بہت فکرمند تھے۔ انھیں خبر بھی نہیں تھی کہ امامؑ پر کیا گذری کہ ناگہاں امامؑ کی طرف سے ایک خط پہنچا جس نے ان کی پریشانیوں کو دور کردیا۔ امامؑ نے لکھا تھا: ''تم لوگوں نے جو کچھ سنا ہے انشاء اللہ ویسا نہیں ہوسکے گا۔'' اس کے تین دن بعد معتز قتل کردیا گیا۔

جب معتمد کا دورِ خلافت آیا تو اس نے بھی اپنے اسلاف کا ہی شیوہ اپنایا۔ امامؑ اس کے زمانہ میں یا تو قیدخانہ میں رہے یا ایسے گھر میں جس کے چاروں طرف پہرہ بٹھا دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے آپ اور آپ کے والد بزرگوار عسکریین کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا گھر محلۂ عسکر میں تھا اور ''عسکر'' کے معنی سپاہ کے ہیں۔ چونکہ اس علاقہ میں حکومت عباسی کے سپاہیوں کا سخت پہرہ لگا رہتا تھا اس لئے علاقہ کا نام عسکر ہو گیا۔

شیعوں کے اپنے زمانہ کے امام سے رابطہ کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس سخت پہرہ کے زمانہ میں بہت زیادہ تقیہ کیا جاتا تھا تب کہیں جا کر امام سے ملاقات کا کوئی راستہ نکلتا تھا۔ کبھی پھیری والا بن کر کسی چیز کو بیچنے کے بہانے، کبھی ان شیعوں کے ذریعہ جو دربارِ خلافت میں رسائی رکھتے تھے، کبھی ان افراد کے ذریعہ امامؑ سے ملاقات ہوا کرتی تھی جن پر حکومت کو کم شبہ ہو۔ لیکن زیادہ تر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ اپنی باتیں لکھ کر امامؑ کی خدمت میں بھیج دیتے تھے اور امامؑ اس کا تحریری جواب ارسال فرما دیتے تھے۔ امامؑ کی طرف سے آنے والے خطوں کو ''توقیعات'' کہا جاتا تھا۔

امامؑ سے احکام ومسائل دریافت کرنے ایک طریقہ اور بھی تھا کہ لوگ آپ کے اہل علم اصحاب سے مسائل معلوم کرتے تھے جو دور دراز کے شہروں میں رہتے تھے۔ خاص کر شہر قم میں اس زمانہ میں بڑی رونق تھی۔ قم مرکز تشیع تھا اور علماء وراویانِ حدیث

سے چھلک رہا تھا اور جب کسی مسئلہ میں کوئی اختلاف پیدا ہوتا تھا تو خط کے ذریعہ فوراً امام سے پوچھ لیا جاتا تھا۔

آپ نے اپنے ایک خط میں بابویہ قمی کو لکھا تھا :

''تم صبر اور انتظار فرج کرتے رہو اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین عمل انتظار فرج ہے۔ ہمارے شیعہ رنج و غم میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ میرا فرزند ظہور کرے جس کی بشارت پیغمبر اکرمؐ نے دی ہے۔ وہ ظہور کے بعد ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ اے میرے شیخ! اے ابوالحسن میرے تمام شیعوں کو صبر اور بردباری کی تلقین کرو۔ زمین خدا کی ملکیت ہے۔ وہ جسے چاہے عطا کرے اور عاقبت متقین کا حصہ ہے۔ تم پر اور تمام شیعوں پر خدا کی رحمت و برکت نازل ہو۔ محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ پر خدا کا درود وسلام۔''



(بقیہ۔۔۔حیات امام حسن عسکریؑ ہمارے لئے نمونۂ عمل)

مصیبتوں کا خیر مقدم کیا۔ جوانی کی بہترین گھڑیاں زندان کے نذر کر دیں۔ کل ۲۸ یا ۲۹ برس تک دنیا میں رہے۔ بھرپور جوانی میں جام زہر قبول کر لیا۔ لیکن ظالم و جابر و بدکردار حکومت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا۔

میں اپنی قوم کے نوجوان بھائیوں سے یہ ضرور گذارش کروں گا کہ وہ سیرت عسکریؑ سے سبق لیں۔ دنیا دارِ حرب ہو رہی ہے، ہر طرف آگ لگی ہے، مظلوموں، یتیموں، بیواؤں اور سوگواروں کی آہ وفغاں اور گریہ وزاری سے دھرتی کا کلیجہ پھٹ رہا ہے۔ لہٰذا یہاں عسکری ہی بن کر نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ باطل کے جارحانہ حملوں کے دفاع کی ضرورت ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک وپاکیزہ مشن تباہ وبرباد ہو رہا ہے۔ اسلام کے ظاہری اور باطنی دشمن اپنی چالیں چل رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے ائمہ کرام سامنے موجود نہیں ہیں لیکن ان کی سیرت طیبہ اور روشن کارنامے آج بھی زندہ ہیں ہم کو اس سے سبق حاصل کر کے حق وصداقت، آزادی وخودداری کے لئے ہر قسم کے ایثار وقربانی پر تیار ہونا چاہئے اور ہماری کامیابی بھی اس میں ہے کہ ہم حق کے لئے ہمیشہ مظلوم ثابت ہوں ظالم کبھی بھی ثابت نہ ہوں۔



(بقیہ البیت المعمور فی عمارۃ القبور۔۔۔)

اور فتنے برپا ہوں گے اور اس جگہ سے قرن (غلبہ) شیطان ظاہر ہوگا۔

یہ ناراضگی کی حد ہے کہ حضرت رسولؐ ان کو دعائے رحمت میں داخل کرنا نہ چاہتے تھے۔ رسالت مآبؐ کے قول کی تصدیق آج تیرہ سو برس کے بعد ہو رہی ہے۔ یہ ہمارے رسول کریم کا اعجاز ہے اللّٰھم صلّی علی محمّد وآل محمد۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کون مسلمان اس حدیث کو دیکھ کے پھر بھی نجدیوں کی حمایت کا دم بھر سکتا ہے۔ یہ حدیث اس ابن سعود کی سیہ کاری اور شقاوت ثابت کرنے میں کافی ہے۔ وللہ الحجۃ البالغہ۔

ناچیز: علی نقی النقوی عفی عنہ

